سپین میں مسلمانوں کے تنزل کے اسباب کا تذکرہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍نومبر ۱۹۸۰ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:-

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔(اٰل عمران:۹) وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف:۱۰۷) قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔(الحجرات:۱۵ تا ۱۷)

میں نے اجتماع انصاراللہ کے موقع پر انصار سے کہا تھا کہ وہ خدّام الاحمدیہ کے اجتماع میں بھی نمائندگی کی شکل میں شامل ہوں کیونکہ کچھ ضروری باتیں میں خدّام الاحمدیہ کے اجتماع پہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ اس اجتماع میں اس خطبہ کے علاوہ جو ہر ہفتہ ایک عید کی شکل میں جمعہ کے روز ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے نماز جمعہ ادا کرنے، دعائیں کرنے اور خطبہ دینے اور خطبہ سننے کی،

اس کے علاوہ میں آج خدّام الاحمدیہ کے اجتماع میں پہلی تقریر کروں گا اور کل خدّام الاحمدیہ کے اجتماع میں دوسری تقریر کروں گا اور پرسوں خدّام الاحمدیہ کے اجتماع میں تیسری تقریر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کے علاوہ اپنی بہنوں کے اجتماع میں بھی ان سے کچھ باتیں کروں گا اور اپنے پیارے بچّوں سے بھی جنہیں ہم اطفال کہتے ہیں تنظیم نے جو نام دیا ہے انہیں، ان سے بھی کچھ باتیں کروں گا۔ یہ جو میں کہوں گا وہ ایک سلسلہ ہے، ایک ہی مضمون کے مختلف باب ہیں جس کی ابتدا میں آج کر رہا ہوں اور جس کا اختتام اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے میں آخری تقریر میں خدّام الاحمدیہ کے اجتماع کی جو اتوار کو ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ وہ کروں گا۔ اس لئے وہ لوگ جو باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں وہ آخری تقریر سنے بغیر واپس اگر چلے گئے تو جو فائدہ میں ان کی حاضری سے اٹھانا چاہتا ہوں اور جو فائدہ جماعت ان کی حاضری سے اٹھا سکتی ہے کہ واپس جا کے وہ جماعت کو بتائیں کہ کیا انہوں نے سنا وہ اٹھا نہ سکے گی۔ اب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ افتتاحی تقریر میں مَیں آنے والی صدی میں جو ہونے والا ہے اس کے متعلق ایک پوری تصویر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

آج میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اپنی اجتماعی اور جماعتی زندگی میں ایک نہایت ہی نازک دور میں داخل ہوئے ہیں یا گزر رہے ہیں اُس دور سے کہنا چاہیئے۔ ایک صدی ہجری ختم ہو رہی ہے اور دوسری دو ایک دن میں شروع ہو جائے گی۔ چاند چونکہ مختلف ملکوں میں مختلف دنوں میں نظر آتا ہے اس لئے پندرہویں صدی کی پہلی تاریخ شائد سعودی عرب میں کچھ اور ہو اور پاکستان میں کچھ اور ہو۔ اگر امّت مسلمہ سر جوڑ کے یہ فیصلہ کر دیتی کہ کم از کم صدی کا پہلا دن مکّہ معظّمہ اور مدینہ منوّرہ کی جو صدی کا پہلا دن ہے ساری دنیا میں وہی سمجھا جائے گا اور باقی جو ایک آدھ دن کا فرق رہ جائے گا چاند کی تاریخوں میں، وہ تو رہے گا وہ بعد کے آنے والے مہینوں میں ایڈجسٹ (Adjust) کر لیا جائے گا تو یہ بھی ایک بڑی برکت والی بات ہوتی لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا اس طرف کسی کو خیال نہیں گیا بہرحال ایک صدی جا رہی ہے اور دوسری آ رہی ہے۔ میں جب سپین میں تھا جو جانے والی صدی کی وہ آخری مسجد جس کا افتتاح ایک ایسے ملک میں جو صدیوں اسلام کا بڑا دشمن رہا اللہ تعالیٰ نے ۹؍اکتوبر کو مجھ سے کروایا وہ آخری مسجد ہے جس کا افتتاح اس

صدی میں ہوا۔ وہاں جب میں تھا تو سپین کی تاریخ کے واقعات میرے ذہن میں آنے لگے اور بڑی شدت کے ساتھ یہ احساس ہوا کہ یہ دعا جو ہمیں سکھائی گئی رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اس کی اہمیت کس قدر ہے۔ ایک ملک کے مسلمان سات سو سال قریباً سپین کی سرزمین پر منصف انصاف کرنے والے اور عدل کرنے والے حاکم کی حیثیت سے حکمران رہے اور ان کی عظمتوں کے نشان اور جو اسلام کا نمونہ انہوں نے وہاں قائم کیا اس کے آثار ہمیں آج بھی نظر آتے ہیں۔ غرناطہ وہ شہر ہے جہاں بادشاہ نے مسلمان بادشاہ سے شکست کھا کے غرناطہ شہر اور سپین ملک کی سلطنت کی چابی عیسائی بادشاہ کے ہاتھ میں پکڑائی تھی۔ مسلمانوں نے وہاں ایک بہت بڑا محل اور قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر ’الحمرا‘ نام ہے اس کا وہ بنایا ہے۔ وہاں ایک کھڑکی کے پاس ہم کھڑے تھے اور سامنے شہر کا ایک حصّہ تھا۔ ہمارے گائیڈ جو اپنے دعویٰ کے مطابق ایک مسلمان خاندان کا عیسائی فرد تھا یعنی اس زمانے میں پانچ سَو سال پہلے اس وقت ان کو مجبور ہو کے عیسائیت قبول کرنی پڑی اور بعد میں نہ تو اسلام رہا نہ عیسائیت رہی عقائد کے لحاظ سے تو کچھ بھی نہیں اب۔ بہرحال وہ کہنے لگا کہ اس قدر مسلم حکومتوں نے سپین میں انصاف کو قائم کیا ہے کہ ابھی تک ہم حیران ہوتے ہیں۔ کہنے لگا یہ نظر نہیں آرہے دو حصّے شہر کے ایک کوارٹر تھا عیسائیوں کا ایک یہودیوں کا۔ ہر دو کو گرجے وہاں بنانے کی اجازت تھی۔ کھلے بندوں اپنی عبادتیں کرنے کی اجازت تھی۔ عیسائیوں کو بھی اور یہودیوں کو بھی ان کو اپنی ثقافت اور معاشرہ کے مطابق اسلامی سیاست میں زندگی گزارنے کی اجازت تھی۔ اپنے بچوں کو اپنی مرضی کے مطابق پڑھانے کی اجازت تھی۔ کوئی جبر اُن کو نہیں تھا ان کی عزّت کے معیار پہ۔ کچھ حصّے تو وہ بیان نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مسلمان نہیں تھا میں اپنی طرف سے کچھ زائد کر رہا ہوں اس وقت ان کی عزّت اس معیار کے مطابق کی جاتی تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو یہ اعلان کروایا گیا قرآن کریم میں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکھف:۱۱۱) کہ بشر ہونے کے لحاظ سے مجھ میں اور تم میں، ہر انسان مرد اور عورت کو مخاطب کر کے کہا مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں۔ تو حاکم وقت نے اپنے میں اور ایک عیسائی میں اور ایک یہودی میں کوئی فرق نہیں دیکھا اس کے بعد نہ کوئی

فرق پیدا کر سکتے تھے نہ کوئی تفریق تھی۔ وہ تو خیر اہل کتاب تھے لیکن وہاں جپسیز (Gipsices) بھی تھے جپسیز کے متعلق میں نے بہت کچھ پڑھا ہے۔ جب سے ان کے حالات کا ہمیں پتا لگتا ہے یورپ کی کسی قوم نے ایک دن بھی ان کو عزّت نہیں دی لیکن وہ جپسی خانہ بدوش جو پھرتے بھی رہتے ہیں۔ وہ گھوڑوں پہ بیل گاڑیوں پہ بھی پھرتے رہے ہیں۔ جب میں پڑھا کرتا تھا ان کے ڈیروں پہ بھی جا کے ان سے میں نے باتیں بھی کیں۔ اس وقت ان کو اتنی عزّت اور آزادی دی کہ سامنے نظر آرہی تھیں پہاڑ میں غاریں بیسیوں سینکڑوں ، تو کہنے لگے ان غاروں میں آزادی کے ساتھ وہ رہتے تھے یعنی معاشرے میں دخل بھی نہیں دیا۔ کہا کہ اگر تم غاروں میں رہ رہے ہو تو رہو یہ نہیں کیا کہ نہیں ہم تمہارے لئے جھونپڑے ڈال کے دیتے ہیں یا مکان بنا کے دیتے ہیں تم اس میں رہو۔ رہتے رہے اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق غار میں اور پاتے رہے وہ عزّت جو ایک انسان کو ہر جگہ ملنی چاہیئے۔ وہ مجھے کہنے لگا کہ کسی عیسائی مملکت نے اس قسم کا عدل اور انصاف بعد میں قائم نہیں کیا اس ملک میں۔ پھر کیا ہوا کہ وہ جو سات سو سال تک وہاں حکمران رہے ان کا ایک شخص بھی وہاں نہیں رہنے دیا گیا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا جب تک ہدایت پر وہ قائم رہے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے رہے اور آپ کے نقش قدم پر وہ چلتے رہے اس وقت تک آسمانوں کے فرشتے ہر قدم پر ان کی مدد کرتے رہے لیکن جب انہوں نے اپنی غفلت اور گناہ کے نتیجے میں خدا سے بُعد کی راہوں کو اختیار کیا اور اس سے دور ہو گئے تب خدا کے فرشتے بھی آسمانوں سے نازل نہیں ہوئے اور ان کو کلیتہً وہاں سے مٹا دیا گیا۔ اس واسطے اس دعا کا ورد ہر اس مسلمان کے لئے ضروری ہے جو ڈرتا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے نعماء تو بہت مل گئیں لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے پاؤں میں لغزش آئے اور شیطان کا شیطانی حربہ مجھ پر کامیاب ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی محبت میرے دل میں ٹھنڈی پڑ جائے اور شیطان کی آگ میرے سینہ میں بھڑکنے لگے اور انصاف اور عدل کی بجائے ظلم اور بے انصافی کی میری پالیسی بن جائے اور دوسروں سے اسی اصول پر میرا سلوک ہو جائے اور میں کہیں خدا کی نگاہ سے گر کے ساری نعمتوں سے جو ہدایت کے بعد انسان کو ملتی ہیں محروم ہو جاؤں۔

ہر جگہ آپ دیکھیں اتار چڑھاؤ آیا ہے اسلام کے خطّے خطّے میں کبھی گرے کبھی بڑھے۔ سپین میں ایک دفعہ پہلے ہوا قریباً اس سات سو سال میں جو مسلمان کی حکومت تھی قریباً صحیح پوری تصحیح تو میں نہیں کر سکتا اس وقت لیکن قریباً ساڑھے تین سو سال کے بعد وہی حالت ہوگئی تھی جو یہ آخری حالت ہمیں نظر آتی ہے۔ اس وقت وہاں کچھ ایسے دل تھے جن میں خدا تعالیٰ کی محبت بھڑک رہی تھی محبت کی آگ ۔ وہ پہنچے مغربی افریقہ میں اور یوسف بن تاشقین وہاں کے بادشاہ تھے بڑے متّقی پرہیز گار بڑے سمجھ دار انصاف پسند معاشرہ جو اسلام قائم کرنا چاہتا تھا وہ کرنے والے ان کو کہا ہم مر رہے ہیں ہماری مدد کو آؤ۔ انہوں نے سارے حالات سُنے ۔ انہوں نے کہا دیکھو کچھ مسائل میرے ملک میں ہیں جب تک میں ان سے نہ نپٹ لوں میں وہاں نہیں آ سکتا۔ دوسرے یہ کہ مجھے تمہارے ملک کے کسی خطّہ میں کسی حصّہ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے یعنی میں فتح کرنا نہیں چاہتا تمہارے ملک کو۔ خدا نے بڑا دیا میں اسی کو خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق سنبھال سکوں تو بڑا خوش قسمت ہوں گا اور وہ چلے گئے ۔ واپس ان کو کر دیا۔ پھر پانچ دس سال کے بعد دوبارہ آئے ۔ انہوں نے کہا اب تو حد ہوگئی اگر فوری آپ نہ پہنچے تو سپین کا ملک اسلام کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس وقت تک وہ فارغ ہو چکے تھے اپنی مہم سے۔ تب انہوں نے غالباً خود گئے تھوڑی سی فوج لے کے جو حملہ آور ہو رہی تھی اور عیسائی فوج کو ختم کرنا چاہتی تھی جس طرح آخر میں انہوں نے کر دیا۔ ایک دن کی لڑائی میں انہوں نے عیسائی فوج کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک بالکل تباہ و برباد کر دیا اور ایسی جگہ لڑتے لڑتے ان کو پہنچا دیا جہاں ان کے سامنے دریا تھا اور پہاڑ بڑا اونچا تھا اور نیچے اترنے کا کوئی راستہ نہیں تھا یعنی گر سکتے تھے اتر نہیں سکتے تھے اور ان کی پیٹھ کے پیچھے مسلمان کی یہ آواز گونج رہی تھی ’اَللّٰہُ اَکْبَرُ‘ اس وقت وہ اتنے خوفزدہ ہوئے کہ مسلمان کو خدا تعالیٰ نے میں سمجھتا ہوں یہ بھی اس کی رحمت ہے اس واسطے بچا لیا کہ ان کے ہاتھ سے وہ مارے جاتے جو کچھ وہ کر رہے تھے ان کی سزا یہ تھی کہ وہ قتل کئے جاتے لیکن انہوں نے تلوار کی دھار پر گردن رکھنے کی بجائے وادی میں چھلانگیں ماریں اور ختم ہو گئے۔ پھر یہ جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ساری فوج لے کے واپس اپنے ملک کو چلے گئے ۔ بڑی نصیحتیں کیں نوابوں کو، امیروں کو، علماء کو کہ دیکھو اسلام نے

ایک اخوّت، ایک بھائی چارا، ایک بُنیان مرصوص بنایا ہے ہمیں کیوں آپس میں لڑتے ہو اور اس حالت تک تم پہنچ گئے۔ بہت نصیحتیں کیں ان سے وعدے لئے اور پھر واپس چلے گئے اور پندرہ بیس سال کے بعد پھر وہی حال ہو گیا پھر ان کے پاس پہنچے وفود۔ تب انہوں نے سمجھا کہ واقع میں یہ لوگ اس قابل نہیں رہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی حکومت کو سنبھال سکیں اور دنیا میں امن قائم رکھ سکیں۔ پھر وہ آئے وہاں پھر انہوں نے امن قائم کیا اور اپنے بھائی کے بیٹے کو وہاں چھوڑا، بادشاہ بنایا اس طرح پر ایک اور زندگی وہاں کی اسلامی حکومت کو مل گئی۔ خدا سے دعاؤں کے نتیجہ میں اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں پر توکل کرتے ہوئے انہوں نے اپنے بھائی کے بیٹے کو وہاں بٹھا دیا اور ساڑھے تین سو سال تک بڑی شاندار حکومت جو انصاف پر، جو عدل پر، جو نور پر، جو علم کو پھیلانے پر، یہ بڑے بڑے بشپ وہاں جا کے علم حاصل کرتے تھے مسلمان اساتذہ سے، اتنی ترقی کر چکی تھی وہ قوم اور پھر جب ہدایت کو چھوڑا اور دلوں میں کجی پیدا ہو گئی اور اعمال ٹیڑھے ہو گئے اور نور کی جگہ ظلمت نے لے لی اور انصاف و عدل کی بجائے ناانصافی اور ظلم نے لے لی تب خدا تعالیٰ کا قہر ان کے اوپر اترا اور ان کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔ اس واسطے محض اس سے ہمیں تسلّی نہیں پا جانی چاہیئے کسی ایک وقت میں اپنی اجتماعی زندگی میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت پر قائم کر دیا۔ افراد بھی ہدایت پا لینے کے بعد گمراہ ہو جاتے ہیں اور آنے والی نسلیں ماں باپ کے طریقوں کو چھوڑ دیتی اور گمراہی کی راہوں کو اختیار کر لیتی ہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور اس کی رحمت آنے والی نسلوں کو بچائے۔ اس لئے ہمیں کہا مجھ سے مانگو رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ وہاب خدا سے بخشش دینے والے خدا، دیالو خدا سے کہو اے خدا ہمیں ہدایت دی ہے تو ہدایت پر قائم بھی رکھ۔ ہمیں ہدایت دی ہے تو ہماری نسلوں کو بھی ہدایت دے اور انہیں بھی ہدایت پر قائم رکھ۔ جب تک نسلاً بعد نسلٍ قومیں ہدایت پر قائم رہتی ہیں خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ انعامات واپس نہیں لئے جاتے بلکہ جوں جوں ترقی کرتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت میں انعامات باری بڑھتے چلے جاتے ہیں اور ایک وقت میں انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ جس طرح آسمان سے موسلا دھار بارش پڑ رہی ہوتی ہے اور اس کے قطروں کو

انسان گن نہیں سکتا، خدا تعالیٰ کی نعمتیں موسلا دھار بارش کی طرح نازل ہو رہی ہیں جن کو گنا نہیں جا سکتا جیسا کہ میں نے مثلاً اس چھوٹے سے سفر میں ایک ہفتہ کم چار مہینے میں خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو اسی طرح نازل ہوتے دیکھا۔ بڑی اہم بڑی ضروری دعا ہے خدا کے حضور عاجزانہ جھکو اور اس سے کہو اے خدا ہدایت پر قائم رکھ۔ ہمیں بھی ہدایت دے اور قائم رکھ ہماری نسلوں کو بھی اور ہمیں وہ دن دیکھنا قیامت تک نصیب نہ ہو جو دن اسلام کے اس حصّہ کو دیکھنا پڑا جو سپین میں بسنے والے تھے اور کئی جگہ ہوا، بغداد میں ہوا مختصراً اشارہ کر دیتا ہوں۔ جس وقت چنگیز خاں کے خاندان کی فوجیں بغداد کا گھیراؤ کر کے ان کا قتل عام کر رہی تھیں تو ایک بزرگ کا دل خدا کے حضور جھکا اور آنسوؤں کی بجائے شاید خون ٹپک رہا تھا اس کی آنکھوں سے اس نے خدا کو کہا تیرے بندے مسلمان کیا ہو رہا ہے ان کے ساتھ۔ تو ان کو آواز آئی اَیُّھَا الْکُفَّارُ اُقْتُلُوا الْفُجَّارَ کہ کافر مار تو رہے ہیں مگر میرے حکم سے مار رہے ہیں کیونکہ یہ بندے میرے بندے نہیں رہے یہ فجار بن گئے ہیں۔ ہماری ساری تاریخ اس سے بھری ہوئی ہے۔ پس مطمئن نہیں ہو جانا غلط تسلّی نہیں پا لینی۔ خدا دیتا ہے بڑا دیتا ہے، دے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور بے شمار دے گا لیکن اس وقت دے گا جب تک ہم اس کے بن کے رہیں گے، جب تک ہم شریعت اسلامیہ کے کسی حکم کو اپنے اوپر بار نہیں سمجھیں گے، جب تک ہم یہ یقین رکھیں گے کہ خدا ہے، طاقتور ہے، ہر کام کر سکتا ہے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ (الطلاق:۴) جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتا ہے حقیقی تعلق جس میں کوئی کجی نہیں جس میں کوئی کمزوری نہیں فَھُوَ حَسْبُہٗ صرف خدا کافی ہوتا ہے اس کے لئے اور کسی اور کی ضرورت نہیں رہتی اسے اور اللہ کافی ہے تو کسی اور کی پھر کیا ضرورت ہے۔

مختصراً یہ بتا دوں کہ جو ہدایت سے گرتے ہیں ان کی کئی شکلیں قرآن کریم نے بتائی ہیں۔ ایک جن کے دلوں میں زیغ پیدا ہوتا ہے۔ ایک ارتداد اختیار کرنے والے وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ (البقرۃ:۲۱۸) اس کا اس میں اعلان ہوا۔ ایک نفاق کی انتہا کو پہنچ جانے والے اس کا ذکر پہلی سترہ آیات میں ہے سورۃ البقرۃ کی جو آپ نے حفظ کی ہوئی ہیں لیکن ان بہت سی جو قسمیں ہیں زیغ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم ہونے کی اس میں سے دو یہ

ہیں۔ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف:۱۰۷) کہ اکثر لوگ ایسے بھی ہیں جو ایمان کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو ایک مانتے بھی ہیں اور قبر پہ سجدہ بھی کرتے ہیں۔ وہ پیر پرستی بھی کر جاتے ہیں اور اللہ کہتے ہوئے ایک خدا کو مانتے بھی ہیں۔ وہ خدا کے علاوہ کسی انسان کی خشیت بھی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور کہتے ہیں خدا کی خشیت ہمارے دل میں ہے حالانکہ خدا نے کہا تھا فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ (البقرۃ:۱۵۱) اگر میرے ساتھ تعلق قائم رکھنا ہے تو میرے علاوہ کسی کی خشیت تمہارے دل میں نہ ہو۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے خدا نے کہا نڈر رہو کر اپنی زندگیاں گزارو تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا اگر تم میرے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے۔

دوسرے فرمایا کہ مسلمانوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے یعنی ہم مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ان کو کہہ دو لَمْ تُؤْمِنُوْا تم ایمان نہیں لائے، تم مومن نہیں۔ میں اگلا حصہ پہلے لے لیتا ہوں آپ کو سمجھانے کے لئے پھر دوبارہ آجاؤں گا۔ وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ تمہارے دلوں میں ابھی ایمان داخل نہیں ہوا۔ تمہارے دل کلیۃً ایمان سے خالی ہیں۔ لَمْ تُؤْمِنُوْا تم مومن نہیں ہو تمہارے دل ایمان سے کلیۃً خالی ہیں۔ وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا اس کے باوجود خدا کہتا ہے ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو مسلمان کہہ لیا کرو۔

یہ بڑی عظیم آیت ہے اپنے نتائج کے لحاظ سے یعنی مسلمان مسلمان میں فرق، ایمان ایمان میں فرق، کفر کفر میں فرق۔ ہمارے بزرگوں نے لکھا بخاری کی حدیث میں آتا ہے اور بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یہ بات پائی جاتی ہے یعنی کمزور سے کمزور شخص جس کے دل میں ابھی ایمان نہیں گیا اس کو خدا جو دلوں کا جاننے والا ہے وہ کہتا ہے تم اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہو باوجود اس کے کہ تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا۔ تو وہ لوگ جو دلوں کا حال نہیں جانتے اور کوئی بھی نہیں جو کسی دوسرے کے دل کا حال جانے اس کو کیسے اجازت مل گئی کہ کسی اور کو دائرہ اسلام سے خارج کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو اگر ایمان ہو

دل میں تو اللہ اور رسول کی اطاعت ہوا کرتی ہے۔تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو لیکن تمہارے دل ایمان سے خالی ہیں۔نتیجہ یہ ہے کہ تمہارے اعمال جو ہیں ان میں خدا اور رسول کی اطاعت کی جھلک نہیں نظر آتی۔اور یہ ناسمجھی کی بات ہے تم ڈرتے ہو کہ اسلامی احکام پر عمل کر کے تم دنیوی نقصان اٹھاؤ گے خدا کہتا ہے کہ تم غلط نتیجہ پر پہنچے ہو اگر تم خدا کی اطاعت کرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے اسوہ بناؤ اور آپ کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی گزارو تو لَا یَلِتۡکُمۡ مِّنۡ اَعۡمَالِکُمۡ شَیۡـًٔا وہ تمہارے اعمال میں کوئی عمل بھی ضائع نہیں ہونے دے گا۔تمہیں اسی دنیا میں ثمرات اسلام ملنے شروع ہو جائیں گے لیکن تم دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور تمہارے دل ایمان سے خالی اور تمہارے عمل اطاعت خدائے باری اور اطاعت رسول کے حُسن سے کوئی حصّہ نہیں رکھنے والے یعنی حُسن کی بجائے بدصورتی جھلکتی ہے تمہارے اعمال میں، اسی واسطے باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ تُم پر رحم کرنا چاہتا ہے تم نے خود کو رحم سے محروم کر لیا ہے اور پھر تمہیں اس کا احساس نہیں۔خدا تو غفور ہے لیکن تم اس سے مغفرت نہیں مانگتے، استغفار نہیں کرتے اور خدا تو رحیم ہے اور تم رحم کی بھیک اس سے نہیں مانگتے۔خود کو یا دنیا کی طاقتوں کو یا دنیا کے اموال کو یا دنیا کی عزّتوں کو کچھ سمجھنے لگ گئے ہو اس لئے تمیں کچھ بھی نہیں ملتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسی سورۃ میں کہ مومن تو وہ ہیں الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ جو اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ایمان کے معنی جو کئے گئے ہیں اس کی رو سے ایمان کی جڑ دل میں ہے۔دل میں ایمان کی جڑ لگتی ہے جس طرح ایک پودا زمین میں لگایا جاتا ہے نا ایمان قلب میں لگایا جاتا ہے اور اس بیج سے یا اس پودے سے چھوٹا جس کو ٹرانسپلانٹ (Transplant) کرتے ہیں ہم جو زمین میں یا دل میں لگتا ہے ایمان، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے۔اس سے دو شاخیں نکلتی ہیں ایک ہے زبان سے اقرار کہ عین دل کے مطابق زبان سے اقرار نکلتا ہے مثلاً اللہ پر ایمان لائے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات کا ورد نہیں کرتے اور کہتے ہو ہم خدا پر ایمان لائے لیکن توحید باری کی عظمت کو تم سمجھتے نہیں حالانکہ توحید باری بنیاد ہے اس ساری کائنات کی۔اسی واسطے توجّہ دلانے کے لئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا میں نے کہا تھا ورد کرو۔اس کے متعلق کچھ اور بھی کہوں گا۔بڑی عجیب ایک اور بات بعد میں پتا لگی۔آدمی بھول جاتا ہے پڑھا بہت دفعہ ہوا تھا

لیکن بھولا ہوا تھا۔ خدّام الاحمدیہ کی پہلی تقریر میں انشاء اللہ بیان کروں گا۔ تو اگر دل میں ایمان ہو تو اعمال صالحہ ہوں گے یعنی موقع اور محل کے مطابق اسلامی تعلیم کی ہدایت اور روشنی میں انسان کا عمل ہوگا اور جو زبان سے نکلے گا وہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہوگا۔ اعمال جو ہیں مثلاً اسلام کہتا ہے لڑنا نہیں۔ اب اگر دل میں ایمان ہے میں تمہیں کہتا ہوں سب لڑائیاں جھگڑے چھوڑ دو۔ میں اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کہتا تم نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ہے۔ میں تمہیں کہتا ہوں کہ اگر تمہارے دل میں ایمان باللہ اور ایمان بالرّسول ہے تو خدا اور خدا کا رسول کہتا ہے کہ آپس میں پیار اور محبت سے رہو اور اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے معاف کرنا سیکھو، بدلہ لینا نہ سیکھو۔ اگر ایمان ہے تو یہاں ایک دوسرا کرائٹرین (Criterion) بیان کیا ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا پھر شبہ کوئی نہیں رہتا۔ حقیقی ایمان کے بعد پھر شبہ کیا۔ حقیقی ایمان کے بعد تو جس شخص کی شادی نہیں ہوتی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کروا دی اور اگلے دن اس کا رخصتانہ ہونا تھا اور ایک دن پہلے جہاد کا اعلان ہو گیا تو اس نے اپنی شادی کی تیاری چھوڑی، جہاد کے لئے تلوار خریدی، نیزہ خریدا، دوسرا سامان خریدا اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کی شادی ہو رہی تھی وہ فوج میں جا ملا لیکن چھپا پھرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں آیا جب تک کہ وہ ایک پڑاؤ دور نہ چلے گئے مدینہ سے، تب وہ سامنے آیا آپ نے کہا میں نے تو تمہاری شادی کا دن مقرر کیا ہوا تھا تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ کہنے لگا یا رسول اللہ میری شادی میرے اور میری جنت کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی۔ اور بڑی عظیم ہے وہ حدیث اور وہ بیان اس کی عظمت اور تفصیل میں میں اس وقت نہیں جا سکتا اور وہ شہید ہو گیا وہاں۔ لَمْ یَرْتَابُوْا پھر کوئی شبہ نہیں ہے۔ جس شخص کے دل میں ایمان ہے اس کو یہ شبہ نہیں کہ مرنے کے بعد مجھے زندگی نہیں ملے گی۔ یہ شبہ نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ مرنے کے بعد بھی مجھے ایک زندگی ملے گی۔ مجھے خدا کے حضور پیش ہونا ہے۔ وہ اگر چاہے تو محاسبہ کرے گا اگر چاہے تو بغیر محاسبے کے معاف کر دے گا۔ دعا کرو کہ بغیر محاسبے کے ہی معاف کر دے ہم سب کو اور پھر ابدی جنّتیں وہاں بھی کوئی اکتانا نہیں آدمی مرغا کھاتے کھاتے بھی۔ ابھی کل ہی کسی نے مجھے کہا کہ مجھے ایک دفعہ بیماری میں اتنے مرغے ملے کہ مرغے سے ہی نفرت ہو

گئی۔ تو اس واسطے انسان کی طبیعت میں رکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر روز ایک نیا مقام جنت میں انہیں دیا جائے گا تو ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا پھر کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ خیر ہے جو فرمایا وہ ہمارے بھلے کی بات ہے اس سوچ میں پڑ جاؤ گے کہ دنیا کیا کہے گی یا سوچ میں پڑ جائیں گی عورتیں کہ اگر ہم شریعت کے مطابق پردہ نہیں کریں گی تو یہ جہلات عورتیں جو آج کل پھر رہی ہیں ہمارے ملک میں بھی اور دنیا میں بھی ہمیں دیکھ کے سمجھیں گی کہ بڑی دقیانوسی عورتیں کہاں سے آ گئیں۔ تم خدا کی نگاہ میں دقیانوسی نہیں ہو وہ ہیں جو خدا کا کہنا نہیں مانتیں وہ دقیانوسی ہیں۔ وہ زمانہ جاہلیت کی باتیں کرتی ہیں۔ تم تو ایک زندہ مذہب کی طرف منسوب ہونے والیاں اور زندگی بخش تعلیم، عزتوں کو بلند کرنے والی تعلیم، خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو بڑھانے والی تعلیم پر ایمان لانے والیاں ہو۔ تمہیں کیوں شبہات پڑ گئے، تم کیوں شبہات میں مبتلا ہو گئیں۔ جب شبہ کوئی نہیں ہوگا جہاد ہوگا یعنی نفس کو درست کرنا پالش کرنا تا کہ خدا اَور زیادہ پیار کرے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہوئے یہ نہیں ڈرنا کہ ہم بھوکے مرنے لگ جائیں گے۔ اپنے اوقات دینا خدا کی راہ میں اب یہاں آ گئے ہیں یہ بھی ایک جہاد اَنْفُسِهِمْ ہے۔ انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ اور جلسہ سالانہ میں اور وقف زندگی کا باہر جا کے انسانوں کی خدمت کرنا یہ سارا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے أُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ یہ لوگ ہیں جو اپنے اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ وہ ایمان لائے اللہ اور رسول پر۔ لیکن جو یہ کہتا ہے کہ میں اللہ اور رسول پر ایمان لایا لیکن شکوک وشبہات خدا اور اس کی وحدانیت پر بھی قائم، اس کی تعلیم پر بھی قائم، محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نقوش اس کو نظر نہیں آ رہے اتنا اندھا ہے وہ ایمان کیسا لایا اس کو یہ نہیں پتا۔ شبے میں ہے کہ آیا یہ نقش قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا نقش قدم وہ نقشِ قدم ہے جس پر چل کر انسان سیدھا خدا کی رضا کی جنتوں میں پہنچ جاتا ہے اسی زندگی میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم محض اعلان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی اطلاع دیتے ہو کیا تم اللہ کو اپنے دین سے واقف کرتے ہو صرف یہ کہہ کے کہ ہم ایمان لائے۔ عمل کرو خدا تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

یہ تو میں نے مختصر کیا ہے بڑی لمبی اس کی تفسیر اور بہت عظیم ان آیات کے معنی ہیں۔ ایک تو ہمیں یہ پتا لگا کہ دنیا میں کسی کو خدا تعالیٰ نے یہ حق نہیں دیا کہ کسی دوسرے کو دائرہ اسلام سے خارج کرے۔ صرف یہ حق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حق صرف ایک دفعہ استعمال کیا اور آپ نے یہ کہہ کے اسے استعمال کیا کہ ''جو شخص کسی ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے کافر کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا'' (ابوداؤد کتاب السنہ)

تو انہی آیات کے معانی کی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے آپ نے وہ حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے سمجھنے، اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ جو میرا مضمون اس اجتماع پر ہے اس کا پہلا باب اسے سمجھ لیں پھر انشاء اللہ آگے اگلے باب میں چلیں گے۔

خطبہ ثانیہ سے قبل فرمایا:-

نمازیں جمع ہوں گی اور ممکن ہے مجھے اور آپ کو بھی شاید چند منٹ دیر ہو جائے وہاں پہنچنے میں۔ بہر حال انشاء اللہ جب میں پہنچوں گا شروع ہو جائے گا اجتماع۔ مگر آپ خاموشی کے ساتھ اور دعائیں کرتے ہوئے خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں پہنچیں اور دعائیں کرتے رہیں وہاں پہنچنے کے بعد بھی۔

(از رجسٹر خطباتِ ناصر غیر مطبوعہ)